باب: 32

امام ابو یوسفؒ

(Imam Abu Yusuf ra, 732-799 AD)

ابو یوسف سنہ 113 یا 117 ھ میں عراق کے شہر کوفہ میں پیدا ہوئے۔ آپ نسباً، انصاری تھے۔ آپ کے جدّ اعلیٰ سعد بن حبتہؓ صحابی تھے۔ آپ کے والد مزدوری کر کے زندگی بسر کرتے تھے لہٰذا انہیں تعلیم کی طرف کوئی رغبت نہ تھی۔ چنانچہ وہ چاہتے تھے کہ ابو یوسف بھی کوئی ہنر سیکھ کر جلد ان کا ہاتھ بٹانے لگ جائیں۔ لیکن ابو یوسف کو شروع ہی سے علم حاصل کرنے کا بہت شوق تھا۔ اسی فطری شوق کے نتیجے میں وہ کسی طرح سے امام ابو حنیفہؒ کے درس تک پہنچنے میں کامیاب ہوگئے۔ آپ کے والد کو معلوم ہوا تو انہوں نے سمجھایا کہ "بیٹا! ابو حنیفہ کو خدا نے رزق کی طرف سے اطمینان دیا ہے، تم ان کی ریس کیوں کرتے ہو"۔ لہٰذا ابو یوسف نے مجبوراً لکھنا پڑھنا چھوڑ دیا۔ ابو حنیفہؒ کے نوٹس میں جب یہ بات آئی تو انہوں نے ابو یوسف کو بلوایا اور ان کے والد کو اپنی طرف سے مستقل مالی امداد کا یقین دلایا۔ جس کے بعد ابو یوسف کی تعلیم کا باقاعدہ سلسلہ چل پڑا۔

آپ نے امام ابو حنیفہؒ کے علاوہ اور بہت سے ائمہ کی خدمت میں علم کی تحصیل کی۔ اعمش، ہشام بن عروہ سلیمان تیمی، ابو اسحٰق شیبانی، یحیٰ بن سعید وغیرہ سے حدیثیں روایت کیں۔ محمد بن اسحٰق سے مغازی اور سیر پڑھی۔ محمد بن ابی لیلیٰ سے مسائل سیکھے۔ اللہ نے ذہن اور حافظہ ایسا قوی دیا تھا کہ ایک ہی زمانے میں تمام علوم کی تحصیل کی۔ اور آپ نے دیکھتے ہی دیکھتے ایک عالم کی حیثیت اختیار کر لی۔

امام ابو حنیفہؒ کی مستقل صحبت کے نتیجے میں ابو یوسفؒ کو سب سے زیادہ عبور فقہ کے فن میں حاصل ہوا۔ لیکن اور علوم میں بھی آپ اپنے ہی نظیر تھے۔ بلال ابن یحیٰ کہتے ہیں کہ ابو یوسف، تفسیر، مغازی اور ایام العرب کے حافظ تھے۔ فقہ آپ کا ادنیٰ سا علم تھا۔ حدیث میں آپ کا یہ پایا تھا کہ آپ حفاظِ حدیث میں شمار کیے جاتے تھے۔ چنانچہ علامہ ذہبیؒ نے تذکرۃ الحفاظ میں اِن کا ترجمہ لکھا ہے۔ امام احمد ابن حنبلؒ، یحیٰ بن معینؒ اور بہت سے ائمہ حدیث نے امام ابو یوسف سے حدیثیں روایت کیں۔ آپ کی عظمت اور شان کی اس سے زیادہ کیا دلیل ہو سکتی ہے۔۔۔؟

امام ابو یوسفؒ نے فقہ میں اپنا وہ مقام بنایا کہ امام ابو حنیفہؒ کے دستِ راست سمجھے جاتے ہیں۔ امام ابو حنیفہؒ خود بھی آپ کے کمال کے معترف تھے۔ دوسرے ائمہ بھی آپ کی جدّتِ ذہن اور قوتِ فہم کا

Siddiqui Publications

مکمل اعتراف کرتے تھے۔ امام اعمش اس زمانہ کے ایک مشہور محدث تھے۔ انہوں نے ابویوسفؒ سے ایک بار ایک مسئلہ پوچھا۔ آپ نے اس کا جواب بتایا۔ امام اعمش نے آپ سے پوچھا کہ اس پر کوئی سند بھی ہے۔۔؟ ابویوسفؒ نے فرمایا" ہاں وہی حدیث اس کی سند ہے جو فلاں موقع پر آپ نے مجھ سے بیان کی تھی"۔ امام اعمش نے کہا کہ "۔۔ ابویوسف یہ حدیث مجھے اس وقت سے معلوم ہے جب غالباً تم ابھی پیدا ابھی نہ ہوئے ہونگے۔ لیکن اس کا صحیح مطلب تو میں آج سمجھ پایا۔۔"۔

امام ابویوسفؒ وہ پہلے شخص ہیں جس نے فقہ ُحنفی میں کتابیں لکھیں۔ امام ابوحنیفہؒ کے مسائل کا جو ذخیرہ آج دنیا بھر میں موجود ہے وہ امام محمد اور امام ابویوسف کی تالیفات ہی ہیں۔ یہ فقہ اگرچہ "فقہ حنفی" کہلاتی ہے لیکن درحقیقت یہ چار اشخاص، یعنی امام ابوحنیفہؒ، امام ابویوسفؒ، امام محمدؒ اور امام زفرؒ کی آراء کا ایک مجموعہ ہے۔

امام ابویوسفؒ کا، ابوحنیفہؒ کی حیات میں شاہی دربار سے تو کوئی تعلق نہ بنا۔ اس بارے میں اپنے استاد کی طرف سے آپ کو پہلی ہدایت تو یہ تھی کے دربار سے دور رہنا۔ تاہم آپ کو یہ بھی گنجائش دے دی تھی کہ اگر سرکار کوئی عہدہ دے کر کسی خدمت پر مامور کرنا چاہے تو پہلے دریافت ضرور کرلینا کہ وہ تمھارے طریقہ ُاجتہاد سے موافق ہے یا نہیں۔ ایسا کبھی نہ کرنا کہ سلطنت کے دباؤ سے تم کو اپنی رائے کے خلاف عمل کرنا پڑے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ خلیفہ مہدی نے آپ کو سنہ 166 ھ میں قاضی کے عہدہ پر فائز کیا۔ آپ کا یہ عہدہ، مہدی کے جانشین، ہادی کے عہد میں بھی جاری رہا۔ اور جب ہارون الرشید کی حکومت آئی تو اس نے آپ کی لیاقت اور تجربہ کے پیشِ نظر آپ کو تمام ممالک اسلامیہ کا قاضی ُالقضاۃ یعنی chief justice of supreme court کے عہدہ پر ترقی دی۔ یہ وہ عہدہ تھا جو اُس وقت تک اسلام کی تاریخ میں کسی اور کو نصیب نہ ہوا تھا۔ امام ابو یوسفؒ کی بات جو قابلِ ذکر ہے وہ یہ کہ آپ نے بہ طور قاضی تمام عرصہ اپنے فرائض نہایت جرأت اور پوری آزادی کے ساتھ ادا کیے اور اپنے استاد، امام ابوحنیفہؒ کی دی ہوئی ہدایت کا ہمیشہ ہمیشہ پاس رکھا۔

قاضی امام ابویوسفؒ کا انتقال سنہ 182 ھ میں ہوا۔ آپ کو دنیا کی دولت بھی خوب ملی جس کا آپ نے پوری زندگی بہتر استعمال کیا۔ اور ہمیشہ غریبوں اور محتاجوں پر اسے خرچ کیا۔

Siddiqui Publications